بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
فون نمبر ۹۴
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴
اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
روزنامہ الفضل ربوہ
یوم جمعہ
ایڈیٹر روشن دین تنویر
The Daily ALFAZL RABWAH
قیمت فی پرچہ ۲۰ پیسے
جلد ۵۵/۲۰ | ۲۵ امان ۱۳۴۵ ہش ، ۲ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ ، ۲۵ مارچ ۱۹۶۶ء | نمبر ۶۹

اخبار احمدیہ

○ ربوہ ۲۴ مارچ۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

○ ربوہ ۲۴ مارچ۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں اور بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ پچھلے دنوں آپ کو دماغی ضعف کا شدید دورہ پڑا۔ اور طبیعت زیادہ ناساز ہو گئی۔ اب طبیعت پہلے سے کچھ بہتر ہے احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالےٰ حضرت شاہ صاحب موصوف کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مقدس سیرت کی چند جھلکیاں

○ اللہ تعالےٰ پر غیر معمولی ایمان اور اس کے عملی نمونے ○ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید سے بے انتہا عشق

○ صداقت کو پھیلانے کی تڑپ ○ اعزا و اقرباء اور افراد جماعت سے غیر معمولی محبت و شفقت

(رقم فرمودہ حضرت سیدہ ام متین مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا العالی حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ)

چن لیا تُو نے مجھے "ابنِ مسیحا" کیلئے[1]
سب سے پہلے یہ کرم ہے میرے جاناں تیرا

ہزاروں درود اور سلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جن کے طفیل ہمیں اسلام جیسی نعمت حاصل ہوئی اور پھر ہزاروں سلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جو اسلام کو دوبارہ لائے اور ہم نے زندہ خدا کا وجود ان کے ذریعہ سے دیکھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ان کی وجہ سے ایمان لانا نصیب ہوا۔ اور میرے رب کا کتنا بھاری احسان مجھ ناچیز پر ہے کہ اس نے مصلح موعود کے زمانہ میں مجھے پیدا کیا۔ نہ صرف ان کا زمانہ عطا فرمایا بلکہ اس کی قدرت کے قربان جاؤں اس نے مجھ ناچیز ہستی پر کتنا بھاری انعام اور احسان فرمایا کہ مجھے اس پاک و نورانی وجود اس قدرت و رحمت اور قربت کے نشان اور مثیل مسیح کے لئے چن لیا آپ کی صحبت سے فیض حاصل کرنے، آپ کی تربیت میں زندگی گزارنے اور پھر اس پاک وجود کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ خدا تعالےٰ کی کیا شان ہے۔ دینے پر آئے تو جھولیاں بھر بھر کر دیتا ہے۔ میں کیا اور میری ہستی کیا۔ اللہ تعالےٰ کا یہ اتنا بڑا انعام ہے۔ کہ اس کے احسان اور انعام کا تصور کر کے بھی عقل حیران رہ جاتی ہے۔ سر آستانہ الوہیت پر جھک جاتا ہے اور منہ سے بے اختیار نکل جاتا ہے۔

میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگہ میں بار

میری اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رض کی رفاقت کا زمانہ تیس سال ہے۔ آپ کی سیرت پر روشنی ڈالنے سے قبل اپنی شادی اور اس کا پس منظر بیان کرنا ضروری سمجھتی ہوں۔

میری شادی اور اس کا پس منظر

میرے والد صاحب حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رض کی پہلی بیوی سے ایک لمبا عرصہ تک کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ حضرت ام المومنین رض کی خواہش تھی کہ میرے بھائی کے ہاں اولاد ہو۔ بھائی سے محبت بھی بہت زیادہ تھی۔ حضرت اماں جان رض نے میری شادی کے بعد بھی کئی دفعہ مجھ سے یہ ذکر فرمایا کہ جب میاں محمود (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رض) چھوٹے تھے تو میرے دل سے بار بار یہ دعا نکلتی تھی کہ الٰہی میرے بھائی کے ہاں بیٹی ہو تو میں اس کی شادی میاں محمود سے کر دوں۔ لیکن جو بات بظاہر ناممکن نظر آتی تھی یعنی حضرت اماں جان رض کی دعا اور خواہش وہ میری شادی کے ذریعہ پوری ہوئی۔

> "آپ کی تمام زندگی قرآن مجید کی آیت اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کے مطابق گذری ہے۔ آپ کی تیس ۳۰ سالہ رفاقت سے میں نے تو یہی مشاہدہ کیا کہ آپ کو اللہ تعالےٰ کی ہستی پر عظیم الشان ایمان تھا"

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ میں ذکر کر چکی ہوں کہ میرے ابا جان رض کے ہاں جب بڑی والدہ صاحبہ سے جو بفضلہ تعالےٰ زندہ موجود ہیں کوئی اولاد نہیں ہوئی تو حضرت اماں جان اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے زور دینے پر میرے ابا جان رض نے مرزا محمد شفیع صاحب کی بڑی لڑکی امۃ اللطیف صاحبہ سے ۱۹۱۷ء میں شادی کی، یہ رشتہ بھی حضور کا ہی طے کردہ تھا۔ ۷ اکتوبر ۱۹۱۸ء کو میری پیدائش ہوئی۔ چونکہ اور کوئی پہلے اولاد نہ تھی۔ اس لئے میرے ابا جان نے مجھے ہی خدا تعالےٰ کے حضور وقف کر دیا۔ اس کا اظہار حضرت ابا جان نے اپنے کئی مضامین میں بھی کیا۔ اور جب میری شادی ہوئی۔ تو آپ نے مجھے کچھ نصائح نوٹ بک میں لکھ کر دیں۔ اس میں آپ نے تحریر فرمایا۔

"مریم صدیقہ! جب تم پیدا ہوئیں تو میں نے تمہارا نام مریم اس نیت سے رکھا تھا کہ تم کو خدا تعالےٰ اور اس کے سلسلہ کے لئے وقف کر دوں۔

[1] یہ شعر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے جو آپ نے بزبان حضرت ام المومنین رض فرمایا تھا "اپنے مسیحا" کی جگہ "ابن مسیحا" لگا کر میں بھی حقیقتاً خدا تعالےٰ کا شکر ادا کرتی ہوں۔

مسعود احمد منشی نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کی

اسی وجہ سے تمہارا دوسرا نام نذرِ الٰہی بھی تھا۔ اب اس نکاح سے مجھے یقین ہوگیا کہ بیشک بندہ نواز خدا نے میری درخواست اور نذر کو واقعی قبول کر لیا تھا اور تم کو ایسے خاوند کی زوجیت کا شرف بخشا جس کی زندگی اور اس کا ہر شعبہ اور ہر لحظہ خدا تعالیٰ کی خدمت اور عبادت کے لئے وقف ہے۔ پس اس بات پر بھی شکر کرو کہ تم کو خدا تعالیٰ نے قبول فرما لیا اور میری نذر کو پورا کر دیا۔ فالحمد للہ"

اسی سلسلہ میں اپنے اباجان کے ایک مضمون کا اقتباس بھی پیش کرتی ہوں۔ آپ کا یہ مضمون "خمخانہ عشق میں ایک رات" کے عنوان سے ۳ نومبر ۱۹۳۶ء کے الفضل میں شائع ہوا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

"آدھی رات تو ہو ہی چکی تھی میں چوکھٹ پر سر رکھے پڑا تھا اور اٹھنے کا خواہشمند تھا کہ اٹھنے کی اجازت ملی۔ وہیں دروازہ کے ساتھ ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہوگیا۔ اور اپنی زبان میں اظہارِ عشق یا یوں کہو مناجات شروع کی۔ ایسی موثر ایسی رقّت بھری کہ سنگدل سے سنگدل معشوق بھی اس کو سنکر آبدیدہ ہو جائے۔ آخر میرا جادو چل گیا اور یوں محسوس ہوا کہ کوئی پوچھتا ہے کہ کیا چاہتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔

اے خدا وندِ من گناہم بخش
سوئے درگاہِ خویش راہم بخش

در دو عالم مرا عزیز توئی
وانچہ می خواہم از تو نیز توئی

"مفت" میں نے کہا میں کیا پیش کر سکتا ہوں جو کچھ ہے وہ آپ کا ہی دیا ہوا ہے۔ "جان اور ایک چیز سب سے عزیز"..... میں نے ویسی فجر کی نماز ساری عمر نہ پڑھی تھی۔ اُف وہ خوشی وہ عجیب اور نئی قسم کی خوشی وہ لازوال اور لا انتہا خوشی میرا ہر ذرہ تن قریب تھا کہ اس خوشی سے پھٹ جائے یا شادی مرگ ہو جائے..... زہے نصیب وہ اور مجھے اپنا چہرہ دکھائیں وہ اور مجھ سے میری جان کا مطالبہ کریں۔ وہ اور مجھ سے ایک عزیز چیز کا نذر طلب کریں.....

دن کے آٹھ نہیں بجے تھے کہ ایک سیاہ بکرا اور ایک سفید مینڈھا کوچہ بندی میں کٹے پڑے تھے۔ اور عالم روحانی میں ان کے ساتھ دو اور نفس بھی ذبح ہو چکے تھے۔ اور بارہ نہیں بجے تھے کہ میری سب سے عزیز چیز یعنی مسجد مبارک والا مکان میرے قبضہ سے نکل کر صدر انجمن کی تحویل میں منتقل ہو چکا تھا۔ ان باتوں سے فارغ ہو کر گھر گیا تو ایک اور عزیز چیز نظر آئی جس کا نام مریم صدیقہ تھا۔ میں نے اسے اٹھا کر کہا کہ اس کا نام ہی شاہد ہے۔ میرا پہلے سے بھی ارادہ تھا۔ اب اسے بھی قبول فرمایئے ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

۱۹۲۱ء پر چودہ سال گزر چکے مسلسل چودہ سال (یہ واقعہ ۱۹۲۱ء کا تھا) ہم ڈر رہے تھے کہ آیا کچھ قبول بھی ہوتا ہے یا نہیں. . . . بہرحال ۱۹۳۵ء میں خدا تعالیٰ کا بڑا فضل ہوا کہ آخری نذر کو ان کے ایجنٹ ۳۰ ستمبر یوم دوشنبہ کو آکر میرے ہاں سے اٹھا کر لے گئے۔ میں نے سجدہ ادا کیا۔" (میری شادی ۳۰ ستمبر ۱۹۳۵ء کو ہوئی تھی) (الفضل ۳ نومبر ۱۹۳۶ء)

اس اقتباس کو درج کرنے سے یہ بتانا مقصود تھا کہ میرے اباجان نے میرے پیدا ہوتے ہی مجھے خدا تعالیٰ کے حضور وقف کر دیا تھا۔ اور پھر یہ وقف رسمی وقف نہ تھا۔ ان کی شدید خواہش تھی کہ میں جوان ہو کر اول دین سب سے بڑی تھی دین کی خدمت کروں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی اس قربانی کو قبول فرمائے۔ سو اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ نہ صرف اس نے ان کی قربانی کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا بلکہ مجھے ایک لمبے عرصہ تک

حضرت مصلح موعود کی خدمت کا موقع عطا فرمایا۔ اور کسی حد تک سلسلہ کی خدمت کا بھی۔ اللہ تعالیٰ سے میری بھی یہی دعا ہے کہ وہ مجھے اپنی بقیہ زندگی کو اسلام احمدیت اور بنی نوع انسان کی خدمت میں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تا جب میں اس کی جناب میں حاضر ہوں تو خدا تعالیٰ کی رضا مجھے حاصل ہو۔ میں بھی سرخرو ہوں اور میرے اباجانؓ کی روح بھی خوش ہو کہ میں ان کی دلی خواہش کو پورا کرنے کا موجب بنی۔ آمین اللّٰھم آمین

میری عمر شادی کے وقت سترہ سال تھی۔ اور یہ سترہ سالہ زمانہ جو میں نے میکے میں بسر کیا۔ اس کا ایک ایک دن شاہد ہے۔ کہ میری تربیت کرتے ہوئے حضرت اباجان نے ہر وقت یہی کان میں ڈالا کہ ہر صورت میں دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ہے۔ میں جب چھوٹی تھی۔ تو میرے لئے اباجان نے ایک دعائیہ نظم بھی کہی تھی۔ جس کا آخری شعر یہ تھا۔

میرا نام ابا نے رکھا ہے مریم
خدایا تو صدیقہ مجھ کو بنا دے

اباجان کی یہ دُعا جو انہوں نے میرے لئے کی تھی ظاہری رنگ میں بھی اس طرح پوری ہوئی کہ جب میری شادی ہوئی تو حضرت اُم طاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندہ تھیں۔ آپ کا نام بھی مریم تھا۔ اور چونکہ حضورؓ ان کو مریم کے نام سے بلاتے تھے۔ اور ایک ہی نام سے دونوں بیویوں کو بلانا مشکل تھا۔ آپ نے شروع شادی سے ہی میرے نام کے دوسرے حصہ سے مجھے بلایا۔ اور ہمیشہ "صدیقہ" کہہ کر ہی بلایا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے میرے اباجان کی قربانی کو قبول فرماتے ہوئے مجھے حضرت مصلح موعودؓ کی زوجیت کا فخر عطا فرمایا۔ آج کل جس عمر میں لڑکیوں کی شادیاں ہوری ہیں۔ ان کو مدِ نظر رکھتے ہوئے میری شادی خاص چھوٹی عمر میں ہوئی تھی۔ اس لئے بجا طور پر میں کہہ سکتی ہوں کہ میں نے جو کچھ سیکھا اور جو کچھ حاصل کیا۔ اور جو کام بھی کیا وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تربیت صحبت فیض اور توجہ سے حاصل کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کا تو ایک ایک واقعہ احمدیت کی تاریخ میں محفوظ ہو چکا ہے۔ میں اپنے اس مضمون میں آپ کی مقدس سیرت کی کچھ جھلکیاں پیش کرنے کی کوشش کروں گی۔ اور یہ واقعات اسی زمانہ پر مشتمل ہوں گے۔ جو میں نے آپ کے ساتھ گزرا۔

اللہ تعالیٰ سے محبت

آپ کو اللہ تعالیٰ سے کتنی محبت تھی۔ اسلام کے لئے کتنی تڑپ تھی۔ اس کی مثال کے طور پر ایک واقعہ لکھتی ہوں۔ عموماً شادیاں ہوتی ہیں دولہا دلہن ملتے ہیں تو سوائے عشق و محبت کی باتوں کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ مجھے یاد ہے کہ میری شادی کی پہلی رات بے شک عشق و محبت کی باتیں بھی ہوئیں۔ مگر زیادہ تر عشقِ الٰہی کی باتیں تھیں۔ آپ کی باتوں کا لب لباب یہ تھا اور مجھ سے ایک طرح عہد لیا جا رہا تھا کہ میں ذکرِ الٰہی اور دعاؤں کی عادت ڈالوں۔ دین کی خدمت کروں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی عظیم ذمہ داریوں میں آپ کا ہاتھ بٹاؤں۔ بار بار آپ نے اس کا اظہار فرمایا کہ میں نے تم سے شادی اسی غرض سے کی ہے۔ اور میں خود بھی اپنے والدین کے گھر سے یہی جذبہ لے کر آئی تھی۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات سے بے انتہا عشق تھا۔ مجھے کبھی نہیں یاد کہ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام لیا۔ اور آپ کی آواز میں لرزش اور آپ کی آنکھوں میں آنسو نہ آگئے ہوں۔

شادی کے موقع پر ابّا جان کی نصائح

میرے ابّا جان نے شادی کے موقع پر مجھے جو نصائح لکھ کر دی تھیں ان میں یہ سطور بھی لکھ کر دی تھیں:-

"مریم صدیقہ! خدا تعالےٰ کا شکر کرو کہ اس نے اپنے فضل سے تم کو وہ خاوند دیا ہے جو اس وقت روئے زمین پر بہترین شخص ہے اور جو دُنیا میں اس کا خلیفہ ہے۔ دُنیا اور دین دونوں کے علوم کے لحاظ سے کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ خاندانی عزّت اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتی ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیٹا ہے اور جس کی بابت ان کی وحی یہ ہے فرزند دلبند۔ گرامی ارجمند مظہر الحق والعلیٰ کانّ اللہ نزل من السّماء۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ دل کا حلیم سخت ذکی اور فہیم ہوگا۔ اسیروں کی رستگاری کرے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ نضلِ عمر بشیر الدین ۔۔۔ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ (مفہوم)۔

پس تم اپنی خوش قسمتی پر جس قدر بھی ناز کرو بجا ہے"

اسی سلسل میں آگے چل کر آپ لکھتے ہیں:-

"مریم صدیقہ! تم اندازہ نہیں کر سکتیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح پر خدمتِ دین کا کتنا بوجھ ہے اور اس کے ساتھ کس قدر ذمہ داریاں اور تفکّرات اور ہموم و غموم وابستہ ہیں اور کس طرح وہ اکیلے تمام دنیا سے برسرِ پیکار ہیں اور اسلام کی ترقی اور سلسلہ احمدیہ کی بہبودی کا خیال ان کی زندگی کا مرکزی نکتہ ہے۔ پس اس مبارک وجود کو اگر تم کچھ بھی خوشی دے سکو اور کچھ بھی ان کی تکان اور تفکّرات کو اپنی بات چیت۔ خدمت گزاری اور اطاعت سے ہلکا کر سکو تو سمجھ لو کہ تمہاری شادی اور تمہاری زندگی بڑی کامیاب ہے اور تمہارے نامہ اعمال میں وہ ثواب لکھا جائے گا جو بڑے سے بڑے مجاہدین کو ملتا ہے۔"

میری زندگی کا نصب العین

حضرت ابّا جان رضؓ کی وقت رخصت نصیحت اور شادی کے معاً بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی آرزو دونوں نے مل کر سونے پر سہاگہ کا کام کیا اور زندگی کا نصب العین صرف اسلام کی خدمت اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کی خدمت اور اطاعت بن کر رہ گیا۔ شروع میں غلطیاں بھی ہوئیں کوتاہیاں بھی ہوئیں لیکن آپ رضؓ کی تربیت اور سکھانے کا بھی عجیب رنگ تھا آہستہ آہستہ اپنی مرضی کے مطابق ڈھالتے چلے گئے۔ شادی کے بعد آپ نے میری تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا اور خود اس میں راہ نمائی فرماتے اور دلچسپی لیتے رہے۔ بی۔ اے پاس کرنے کے بعد آپ نے دینی تعلیم کا سلسلہ شروع کروا دیا۔ قرآن مجید خود پڑھانا شروع کیا لیکن سبقاً سارا نہیں پڑھا سورۃ مریم سے سورۃ سبا تک حضور سے سبقاً قرآن مجید پڑھا اور چند ابتدائی پارے اور آخری دو پارے۔ شروع میں ہمیں گھر پر پڑھانا شروع کیا تھا۔ مجھے۔ عزیزہ امۃ القیوم سلمہا۔ عزیزم مبارک احمد اور عزیزم منور احمد کو پڑھاتے تھے۔ آہستہ آہستہ دوسرے لوگوں کی خواہش پر پھر وہ باقاعدہ درس کی صورت اختیار کر گیا اور تفسیر کبیر کی صورت میں شائع بھی ہو چکا ہے۔ اتنا پڑھا کر پھر کبھی سبقاً نہیں پڑھایا ہاں عورتوں میں بھی اور مردوں میں بھی جو درس ہوتا تھا وہ سُنتی تھی اور باقاعدہ نوٹ لیتی تھی جو بعد میں حضور رضؓ ملاحظہ فرمایا کرتے تھے۔ نوٹ لینے کی عادت بھی آپ نے ہی ڈالی جب درس ہوتا تو آپ فرماتے ایک ایک لفظ لکھنا ہے بعد میں مَیں دیکھوں گا۔ آہستہ آہستہ اتنا تیز لکھنے کی عادت پڑ گئی کہ حضور رضؓ کی جلسہ سالانہ کی تقریر بھی نوٹ کر لیتی تھی۔ اور حضور رضؓ بھی وقتاً فوقتاً کوئی مضمون لکھوانا ہوتا تو عموماً مجھ سے ہی املا کرواتے۔ ۱۹۴۷ء کے بعد سے تو قریباً ہر خط ہر مضمون ہر تقریر کے نوٹ مجھ سے ہی املا کروائے۔ اِلّا ما شاء اللہ۔ تفسیر صغیر کے مسوّدہ کا اکثر حصہ حضور رضؓ نے مجھ سے ہی املا کروایا۔ ٹہلتے جاتے تھے قرآن مجید ہاتھ میں ہوتا تھا اور لکھواتے جاتے تھے۔ جب خاصا مواد لکھا جا چکا ہوتا تو پھر محکمہ زود نویسی کو صاف کرنے کے لئے دے دیتے۔ قرآن مجید پڑھاتے ہوئے بھی اس بات پر زور دیتے تھے کہ خود غور کرنے کی عادت ڈالو۔ اگر پھر بھی سمجھ نہ آئے تب پوچھو۔ عربی کی صرف نحو مکمل مجھے آپ نے خود پڑھائی اور ایسے عجیب سادہ طریق سے پڑھائی کہ یہ مضمون کبھی مشکل ہی نہ لگا۔ عام طور پر عربی کے طالب علم صرف و نحو سے ہی گھبراتے ہیں مگر آپ کے پڑھانے کا طریق اتنا سادہ اور عام فہم ہوتا تھا کہ یوں لگتا تھا کہ یہ کوئی مشکل چیز ہی نہیں ہمیں پہلے سے آتی تھی۔

تقریر کرنے کے لئے ہدایات

تقریر کرنا آپ نے تو دسکھایا۔ میری شادی کے بعد جو پہلا جلسہ سالانہ یا غالباً دوسرا تھا آپ رضؓ نے مجھ سے خواہش ظاہر کی کہ مَیں بھی جلسہ سالانہ کے موقع پر تقریر کروں۔ مَیں نے اس سے قبل کبھی تقریر کیا مضمون بھی لکھ کر نہیں پڑھا تھا مَیں نے عرض کی آپ لکھ دیں مَیں پڑھ دوں گی۔ فرمایا۔ یہ غلط ہے اس طرح کبھی تمہیں تقریر کرنی نہیں آئے گی۔ اس موضوع پر مَیں تمہارے سامنے تقریر کرتا ہوں تم غور سے سُنو۔ ضروری حوالہ جات وغیرہ نوٹ کرو اور پھر انہی نوٹوں کی مدد سے تم تقریر کرو مَیں سُنوں گا۔ غرض آپ رضؓ نے اس موضوع پر جو اب مجھے یاد نہیں رہا تقریر فرمائی۔ اور پھر جو مَیں نے آپ کی تقریر کے نوٹ لئے تھے وہ دیکھے ان میں اصلاح فرمائی اور ان پر از سرِ نو مضمون تیار کر کے تقریر کرنے کے لئے کہا چنانچہ مَیں نے ایسا ہی کیا۔ اس طرح آہستہ آہستہ مشق ہوتی گئی۔

ہر جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جب آپ تقریر فرمانے کے لئے جانے لگتے تو کہا کرتے تھے کہ میری تقریر کے نوٹ ضرور لینا مَیں آ کر دیکھوں گا۔ اس ضمن میں ایک لطیفہ بھی یاد آ گیا حضور رضؓ کی صاحبزادی امۃ العزیز کو جب پہلی بار حضور رضؓ کی جلسہ سالانہ کی تقریر اچھی طرح سمجھ آئی اور لُطف آیا تو گھر آ کر کہنے لگی کہ "ابّا جان کو بھی تقریر کرنی آ گئی ہے۔" انہوں نے لطیفہ سُنا تو بہت ہنسے کہنے لگے معلوم ہوتا ہے آج اسے پہلی بار میری تقریر سمجھ آئی ہے۔ اس کے نزدیک تو آج ہی مجھے تقریر کرنی آئی ہے۔

حضور رضؓ کی تقریروں کے نوٹ لے لے کر خدا تعالےٰ کے فضل سے تیز لکھنے کی عادت پڑی۔ اللہ تعالےٰ کا فضل تھا کہ کتنا ہی تیزی سے مضمون لکھواتے تھے لکھ لیتی تھی۔

سب سے پہلی دفعہ آپ رضؓ نے اپنی جس تقریر کے نوٹ مجھے املا کروائے تھے وہ "نظامِ نو" والی تقریر تھی آپ لکھواتے گئے مَیں لکھتی گئی۔ جب نوٹ مکمل ہو گئے تو فرمانے لگے کچھ سمجھ آیا مَیں نے جو کچھ آپ نے لکھوایا تھا وہ بتانا شروع کیا کہنے لگے نہیں یہ تو تمہیدیں ہیں یہ قرآن مجید۔ احادیث کے حوالہ جات ہیں ان سے مَیں کس مضمون کی طرف آنا چاہتا ہوں۔ مَیں نے کہا تو سمجھ نہیں آئی کہنے لگے یہی تو کمال ہے کہ سارا مضمون اشاروں میں لکھوا گیا مگر تم بتا نہ سکیں کہ کیا موضوع میری تقریر کا ہو گا۔ مَیں نے کہا پھر بتائیں۔ کہنے لگے نہیں اب جلسہ پر ہی سُننا۔

آپ کی تمام زندگی قرآن مجید کی آیت اِنّ صلوٰتی و نسکی ومحیای ومماتی للہ ربّ العالمین کے مطابق گزری ہے۔ آپ کی تیس سالہ رفاقت میں مَیں نے تو یہی مشاہدہ کیا کہ آپ کو اللہ تعالےٰ کی ہستی پر جیسا عظیم الشان ایمان تھا وہ سوائے انبیاء کے اور کسی وجود میں نظر نہیں آتا۔ آپ کے باون سالہ دورِ خلافت میں کئی فتنے اٹھے بظاہر ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ دنیا نے سمجھ لیا کہ اب یہ جماعت منتشر ہو جائے گی اس کا اتحاد ٹوٹ جائے گا لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اللہ تعالےٰ کی ہستی پر یقین کامل تھا اور یہ یقین تھا کہ یہ ردا اس نے پہنائی ہے اسے کوئی اتار نہیں سکتا۔ بڑے سے بڑا فتنہ اٹھے بڑے سے بڑا دشمن مقابل میں آئے وہ بہر حال شکست کھائے گا۔ سب سے پہلے پیغامیوں کا فتنہ اٹھا۔ ان کو زعم تھا کہ جماعت کے سرکردہ ہمارے ساتھ ہیں آہستہ آہستہ ساری جماعت ہمارے ساتھ ہو جائے گی لیکن اللہ تعالےٰ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کو الہاماً بتا چکا تھا کہ وجاعل الّذین اتّبعوک فوق الّذین کفروا۔ آپ کے اطاعت گزار آپ کے نہ ماننے والوں پر ہمیشہ غالب رہیں گے۔ چنانچہ آپ نے علی الاعلان ان کو چیلنج دیا کہ

پھیر لو جتنی جماعت ہے میری بیعت میں
باندھ لو ساروں کو تم مکر کی زنجیروں سے
پھر بھی مغلوب رہو گے مرے تا یوم البعث
ہے یہ تقدیر خداوند کی تقدیروں سے

اور دنیا نے دیکھ لیا کہ اس پاک وجود کے سر پر واقعی خدا کا سایہ تھا۔ جنہوں نے اس کی مخالفت کی وہ ناکام رہا اور جس نے اس مسیحی نفس سے تعلق رکھا اس نے روح الحق کی برکت سے بیماریوں سے نجات پائی۔

ایمان باللہ کے ایمان افروز نمونے

اللہ تعالیٰ پر جو آپ کو ایمان تھا اس کی ابتداء جس رنگ میں ہوئی اس کا بیان میں آپؓ کے ہی الفاظ میں تحریر کرتی ہوں:۔

"۱۹۰۰ء میرے قلب کو اسلامی احکام کی طرف توجہ دلانے کا موجب ہوا ہے۔ میں گیارہ سال کا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے کوئی شخص چھینٹ کی قسم کے کپڑے کا ایک جبّہ لایا تھا میں نے آپ سے وہ جبّہ لے لیا تھا کسی اور خیال سے نہیں بلکہ اس لئے کہ اس کا رنگ اور اس کے نقش مجھے پسند تھے میں اسے پہن نہیں سکتا تھا کیونکہ اس کے دامن میرے پاؤں سے نیچے لٹکتے رہتے تھے۔ جب میں گیارہ سال کا ہوا اور ۱۹۰۰ء نے دنیا میں قدم رکھا تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں خدا تعالیٰ پر کیوں ایمان لاتا ہوں اس کے وجود کا کیا ثبوت ہے میں دیر تک رات کے وقت اس مسئلہ پر سوچتا رہا۔ آخر دس گیارہ بجے میرے دل نے فیصلہ کیا کہ ہاں ایک خدا ہے۔ وہ گھڑی میرے لئے کیسی خوشی کی گھڑی تھی۔ جس طرح ایک بچّہ کو اس کی ماں مل جائے تو اسے خوشی ہوتی ہے اسی طرح مجھے خوشی تھی کہ میرا پیدا کرنے والا مجھے مل گیا سماعی ایمان علمی ایمان سے تبدیل ہو گیا۔ میں اپنے جامہ میں پھولا نہیں سماتا تھا میں نے اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور ایک عرصہ تک کرتا رہا کہ خدایا مجھے تیری ذات کے متعلق کبھی شک پیدا نہ ہو اس وقت میں گیارہ سال کا تھا۔ ... مگر آج بھی اس دعا کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ میں آج بھی یہی کہتا ہوں کہ خدایا تیری ذات کے متعلق مجھے کبھی شک پیدا نہ ہو ہاں اس وقت میں بچّہ تھا اب مجھے زائد تجربہ ہے اب میں اس قدر زیادتی کرتا ہوں کہ خدایا مجھے تیری ذات کے متعلق حق الیقین پیدا ہو۔"

تاریخ خلافتِ ثانیہ شاہد ہے دوست بھی اور دشمن بھی کہ آپ کبھی کسی بڑے سے بڑے ابتلاء پر نہیں گھبرائے۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر کامل توکل رہا اور اپنے اس یقین کو بڑے تحدّی سے دنیا کے سامنے پیش فرماتے رہے جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً بتا دیا کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں تو آپ نے فرمایا:۔

"خدا نے مجھے اس غرض کے لئے کھڑا کیا ہے کہ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں اور اسلام کے مقابلہ میں دنیا کے تمام باطل ادیان کو ہمیشہ کی شکست دیدوں۔ دنیا زور لگالے وہ اپنی تمام طاقتوں اور جمعیتوں کو اکٹھا کر لے۔ عیسائی بادشاہ بھی اور ان کی حکومتیں بھی مل جائیں۔ یورپ بھی اور امریکہ بھی اکٹھا ہو جائے دنیا کی تمام بڑی بڑی مالدار اور طاقتور قومیں اکٹھی ہو جائیں اور وہ مجھے اس مقصد میں ناکام کرنے کے لئے متحد ہو جائیں پھر بھی میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں ناکام رہیں گی اور خدا میری دعاؤں اور تدابیر کے سامنے اُن کے تمام منصوبوں اور مکروں اور فریبوں کو ملیا میٹ کر دے گا۔"

آپؓ کے باون سالہ دورِ خلافت کا ایک ایک دن شاہد ہے زمین اور آسمان گواہ ہیں کہ مخالفتوں کی آندھیاں چلیں فتنے اُٹھے۔ جماعت کو نیست و نابود کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ آپؓ کی جان پر حملہ کیا گیا مگر آپ کو اللہ تعالیٰ پر کامل توکّل رہا اور اللہ تعالیٰ کا سایہ ہر آن آپ پر رہا جب تک کہ نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھائے جانے کا وقت نہ آگیا۔

انسان جس ہستی سے محبت کرتا ہے اس سے ناز بھی کرتا ہے اور وہ اپنی محبوب ہستی کے ناز بھی اٹھاتا ہے آپ کے ایک مضمون کا اقتباس درج ذیل کرتی ہوں جس سے اس مضمون پر روشنی پڑتی ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"کچھ دن ہوئے ایک ایسی بات پیش آئی کہ جس کا کوئی علاج میری سمجھ میں نہیں آتا تھا اس وقت میں نے کہا کہ ہر ایک چیز کا علاج خدا تعالیٰ ہی ہے اسی سے اس کا علاج پوچھنا چاہیئے اس وقت میں نے دعا کی اور وہ ایسی حالت تھی کہ میں نفل پڑھ کر زمین پر ہی لیٹ گیا اور جیسے بچّہ ماں باپ سے ناز کرتا ہے اسی طرح میں نے کہا اے خدا! میں چارپائی پر نہیں زمین پر ہی سوؤں گا اس وقت مجھے یہ بھی خیال آیا کہ حضرت خلیفہ اوّل رضؓ نے مجھے کہا ہوا ہے کہ تمہارا معدہ خراب ہے اور زمین پر سونے سے معدہ اور زیادہ خراب ہو جائے گا لیکن میں نے کہا آج تو میں زمین پر ہی سوؤں گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جب میں زمین پر سو گیا تو دیکھا خدا کی نصرت اور مدد کی صفت جوش میں آئی اور متمثل ہو کر عورت کی شکل میں زمین پر اتری ایک عورت تھی اس کو اس نے سوٹی دی اور کہا اسے مار اور کہو جا کر چارپائی پر سو۔ میں نے اس عورت سے سوٹی چھین لی اس پر اس نے (خدا تعالیٰ کی اس مجسّم صفت نے) سوٹی پکڑ لی اور مجھے مارنے لگی اور میں نے کہا لو مار لو۔ مگر جب اسنے مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا تو زور سے سوٹی کو گھٹنے تک لا کر چھوڑ دیا اور کہا دیکھو محمود میں تجھے مارتی نہیں پھر کہا جا اٹھ کر سو رہو۔ یا نماز پڑھ۔ میں اسی وقت کود کر چارپائی پر چلا گیا اور جا کر سو رہا میں نے اس وقت سمجھا کہ اس حکم کی تعمیل میں سونا ہی بہت بڑی برکات کا موجب ہے۔

تو خدا تعالیٰ جس سے محبت کرتا ہے اسکے سامنے سب کچھ ہیچ ہو جاتا ہے تم اس کے لئے کوشش کرو کہ خدا تعالیٰ تم سے محبت کرے تا کہ اسکی مدد اور نصرت تم کو مل جائے اور جب اس کی نصرت تمہارے ساتھ شامل ہو جائے تو پھر ساری دنیا ہے کیا چیز وہ تو ایک کیڑے کی بھی حیثیت نہیں رکھتی۔"

۱۹۵۳ء میں جب پنجاب میں فسادات رونما ہوئے احمدیت کی شدید مخالفت کی گئی احمدیوں کے گھروں کو آگیں لگائی گئیں اور اس قسم کی افواہیں سُننے میں آئیں کہ کہیں آپ پر بھی ہاتھ نہ ڈالا جائے اور گرفتار نہ کر لیا جائے۔ چنانچہ ان دنوں میں قصرِ خلافت کی تلاشی بھی لی گئی لیکن آپ کی طبیعت میں ذرّہ بھر بھی گھبراہٹ نہ تھی سکون سے اپنے کام جاری تھے۔ جو لوگ آپ سے محبت کرتے تھے انہوں نے مشورہ دیا کہ آپ چند روز کے لئے باہر چلے جائیں بلکہ گھبرا کر کراچی کے بعض ذمہ دار دوست آپ کو لینے کے لئے بھی آگئے کہ آپ وہاں چلے چلیں چند دن میں یہ شورش ختم ہو جائے گی۔ آپ نے ان دوستوں کا بہمدردانہ مشورہ سُنا تھوڑی دیر کے لئے اندر آئے اور لاکر دعا شروع کر دی۔ دعا ختم کر کے باہر تشریف لے گئے اور جا کر ان دوستوں سے کہا کہ میں ہرگز جانے کے لئے تیار نہیں جو خدا وہاں ہے وہی یہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ میری یہیں حفاظت کرے گا۔ اور جو مجھ پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرے گا وہ خدا تعالیٰ کے عذاب اور گرفت سے ڈرے۔ چنانچہ چند ہی دن میں ملک میں انقلاب آگیا۔ جو مخالفت میں اُٹھے تھے جھاگ کی طرح بیٹھ گئے اور جو انکے سرگروہ تھے وہ الٰہی گرفت میں آئے۔

صداقت کو پھیلانے کی تڑپ

شدید تڑپ تھی کہ دنیا جلد سے جلد صداقت کو قبول کرے اس سلسلہ میں اپنا ذاتی مشاہدہ بیان کرتی ہوں۔ ۱۹۳۸ء کا واقعہ ہے میری طرف حضورؓ کی باری تھی کہ رات کو آپ نے رؤیا دیکھا۔ رؤیا لمبا ہے اس لئے تفصیل سے نہیں لکھتی "المبشرات" میں شائع ہوا ہوا ہے۔ اس میں آپؓ نے ایک زبردست طوفان کا نظارہ دیکھا۔ آپؓ جاگ اٹھے مجھے جگایا اور فرمایا کہ میں نے رؤیا دیکھا ہے میں لکھواتا ہوں ابھی لکھ لو (آپ کا دستور تھا کہ جب بھی کبھی کوئی رؤیا دیکھتے عموماً اسی وقت جگا کر لکھوا دیتے تھے) رؤیا لکھوانے کے بعد آپ کی طبیعت میں بے چینی پیدا ہو گئی کمرہ سے باہر صحن میں نکل گئے اور ٹہل ٹہل کر نہایت رقّت اور سوز و گداز سے قرآن مجید کی یہ آیات تلاوت کرنے لگے۔

قال رب انّی دعوت قومی لیلاً وّنہارا ہ فلم یزدھم دعاءی
الا فرارا ہ وانّی کلّما دعوتھم لتغفر لھم جعلوا اصابعھم
فی اٰذانھم واستغشوا ثیابھم واصرّوا واستکبروا استکبارا ہ
ثمّ انّی دعوتھم جھارا ہ ثمّ انّی اعلنت لھم واسررت لھم
اسرارا ہ فقلت استغفروا ربّکم انّہ کان غفّارا ہ یّرسل
السّماء علیکم مدرارا ہ وّیمددکم باموالٍ وّبنین
ویجعل لّکم جنّٰتٍ وّیجعل لّکم انھٰرا ہ مالکم لا ترجون
للہ وقارا ہ ۔ ۔ ۔

آپؓ کا پڑھنے کا انداز اور جس تڑپ سے آپ ان آیات کو بار بار پڑھ رہے تھے اتنا لمبا عرصہ گزر جانے پر بھی نہیں بھول سکتی یوں لگتا تھا کہ آپ کا دل پھٹ جائیگا آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور لگتا تھا کہ آپ کی فریاد عرشِ الٰہی کو ہلا دے گی۔ پڑھتے پڑھتے آپ کی آواز اتنی اونچی ہو گئی کہ قریب کے گھروں کے لوگ جاگ اٹھے اگلے دن صبح میری چچی جان مرحومہ (بیگم حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ) جو ان دنوں مہمان خانہ کے کوارٹرز میں مقیم تھیں آئیں اور کہنے لگیں کہ آج رات حضرت صاحب آدھی رات کو بڑی اونچی تلاوت کر رہے تھے ہمیں اپنے گھر میں آواز آرہی تھی۔ اس پر میں نے ان کو سارا واقعہ بتایا۔

آپ کی تمام کتب اور تقاریر پڑھ جائیں ان کا لب لباب یہی ہے کہ بندوں کا تعلق اللہ تعالیٰ سے مضبوط ہو۔ شروع خلافت سے لے کر آخر تک آپ اسی کی تلقین کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق پختہ کرو۔ صرف ایک ہی حوالہ پر اکتفا کرتی ہوں آپ فرماتے ہیں :۔

"اب میں بتاتا ہوں کہ وہ کیا شے ہے جس کی طرف میں آپ لوگوں کو بلاتا ہوں اور وہ کونسا نکتہ ہے جس کی طرف آپ کو متوجہ کرتا ہوں۔

سنو! وہ ایک لفظ ہے زیادہ نہیں صرف ایک ہی لفظ ہے اور وہ اللہ ہے اسی کی طرف میں تم سب کو بلاتا ہوں اور اپنے نفس کو بھی اسی کی طرف بلاتا ہوں اسی کے لئے میری پکار ہے اور اسی کی طرف جانے کے لئے میں بگل بجاتا ہوں پس جس کو خدا تعالیٰ توفیق دے آئے اور جس کو خدا تعالیٰ ہدایت دے وہ اسے قبول کرے"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا عشق

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات سے بے انتہا عشق تھا مجھے کبھی نہیں یاد کہ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام لیا ہو اور آپ کی آواز میں لرزش اور آپ کی آنکھوں میں آنسو نہ آ گئے ہوں آپ کے مندرجہ ذیل اشعار جو سرور دو عالم صلے اللہ علیہ کے لئے کہے گئے ہیں آپ کی محبت پر روشنی ڈالتے ہیں۔

مجھے اس بات پر ہے فخر محمود ۔۔۔ مرا معشوق محبوب خدا ہے
ہو اس کے نام پر قربان سب کچھ ۔۔۔ کہ وہ شاہنشہ ہر دوسرا ہے
اسی سے میرا دل پاتا ہے تسکین ۔۔۔ وہی آرام میری روح کا ہے
خدا کو اس سے مل کر ہم نے پایا ۔۔۔ وہی اک راہ دین کا رہنما ہے

اسی طرح آپ کی مندرجہ ذیل تحریر بھی آپ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت پر روشنی ڈالنے کے لئے کافی ہے :۔

"نادان انسان ہم پر یہ الزام لگاتا ہے کہ مسیح موعود کو نبی مان کر گویا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں اسے کسی کے دل کا حال کیا معلوم اسے اس محبت اور پیار اور عشق کا علم کس طرح ہو جو میرے دل کے ہر گوشہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے وہ کیا جانے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میرے اندر کس طرح سرایت کر گئی ہے وہ میری جان ہے میرا دل ہے میری مراد ہے میرا مطلوب ہے اس کی غلامی میرے لئے عزت کا باعث ہے اور اس کی کفش برداری مجھے تخت شاہی سے بڑھ کر معلوم دیتی ہے اس کے گھر کی جاروب کشی کے مقابلہ میں بادشاہت ہفت اقلیم ہیچ ہے وہ خدا تعالیٰ کا پیارا ہے پھر میں کیوں اس سے پیار نہ کروں وہ اللہ تعالےٰ کا محبوب ہے پھر میں اس سے کیوں محبت نہ کروں وہ خدا تعالیٰ کا مقرب ہے پھر میں کیوں اس کا قرب نہ تلاش کروں۔ میرا حال مسیح موعود کے اس شعر کے مطابق ہے کہ

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم ۔۔۔ گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

قرآن مجید سے عشق

اسی طرح قرآن مجید سے آپ کو جو عشق تھا اور جس طرح آپ نے اس کی تفسیریں لکھ کر اس کی اشاعت کی وہ تاریخ احمدیت کا ایک روشن باب ہے۔ خدا تعالیٰ کی آپ کے متعلق پیشگوئی کہ کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اپنی پوری شان کے ساتھ پوری ہوئی جن دنوں میں تفسیر کبیر لکھی نہ آرام کا خیال رہتا تھا نہ سونے کا نہ کھانے کا بس ایک دھن تھی کہ کام ختم ہو جائے۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد لکھنے بیٹھے ہیں تو کئی دفعہ ایسا ہوا کہ صبح کی اذان ہو گئی اور لکھتے چلے گئے۔ تفسیر صغیر تو لکھی ہی آپ نے بیماری کے پہلے حملہ کے بعد یعنی ۱۹۵۷ء میں طبیعت کافی کمزور ہو چکی تھی۔ گو یورپ سے واپسی کے بعد صحت ایک حد تک بحال ہو چکی تھی مگر پھر بھی کمزوری باقی تھی ڈاکٹر کہتے تھے آرام کریں فکر نہ کریں زیادہ محنت نہ کریں لیکن آپ کو ایک دھن تھی کہ قرآن کے ترجمہ کا کام ختم ہو جائے۔ بعض دن صبح سے شام ہو جاتی اور لکھواتے رہتے۔ کبھی مجھ سے املاء کرواتے۔ مجھے گھر کا کام ہوتا تو مولوی یعقوب صاحب مرحوم کو ترجمہ لکھواتے رہے۔ آخری سورتیں لکھوا رہے تھے غالباً انتیسواں سیپارہ تھا یا آخری شروع ہو چکا تھا (ہم لوگ نخلہ میں تھے وہیں تفسیر صغیر مکمل ہوئی تھی) کہ مجھے بہت تیز بخار ہو گیا میرا دل چاہتا تھا کہ متواتر کئی دن سے مجھے ہی ترجمہ لکھوا رہے ہیں۔ میرے ہاتھوں ہی یہ مقدس کام ختم ہو۔ میں بخار سے مجبور تھی ان سے کہا کہ میں نے دوائی کھا لی ہے آج یا کل بخار اتر جائے گا۔ دو دن آپ بھی آرام کر لیں آخری حصہ مجھ سے ہی لکھوائیں تا میں ثواب حاصل کر سکوں۔ نہیں مانے کہ میری زندگی کا کیا اعتبار۔ تمہارے بخار اترنے کے انتظار میں اگر مجھے موت آ جائے تو؟ سارا دن ترجمہ اور نوٹس لکھواتے رہے اور شام کے قریب تفسیر صغیر کا کام ختم ہو گیا۔

بے شک تفسیر کبیر مکمل قرآن مجید کی نہیں لکھی گئی مگر جو علوم کا خزانہ ان جلدوں میں آپ چھوڑ گئے ہیں وہ اتنا زیادہ ہے کہ ہماری جماعت کے احباب ان کو پڑھیں ان سے فائدہ اٹھائیں تو بڑے سے بڑا عالم ان کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کو بقیہ پاروں کی تفسیر مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللّٰھم آمین

قرآن مجید کی تلاوت کا کوئی وقت مقرر نہ تھا جب بھی وقت ملا تلاوت کر لی یہ نہیں کہ دن میں صرف ایک بار یا دو بار۔ عموماً یہ ہوتا تھا کہ صبح اٹھ کر ناشتہ سے فارغ ہو کر ملاقاتوں کی اطلاع ہوئی آپ انتظار میں ٹہل رہے ہیں قرآن مجید ہاتھ میں ہے لوگ ملنے آ گئے قرآن مجید رکھ دیا مل کر چلے گئے۔ پڑھنا شروع کر دیا۔ تین تین چار چار دن میں عموماً میں نے ختم کرتے دیکھا ہے۔ ہاں جب کام زیادہ ہوتا تھا تو زیادہ دن میں بھی لیکن ایسا بھی ہوتا تھا کہ صبح سے قرآن مجید ہاتھ میں ہے ٹہل رہے ہیں اور ایک ورق بھی نہیں الٹا دوسرے دن دیکھا تو پھر وہی صفحہ میں نے کہا کہ آپ کے ہاتھ میں قرآن مجید ہے لیکن آپ پڑھ نہیں رہے تو فرماتے ایک آیت پہ اٹک گیا ہوں جب تک اس کے مطالب حل نہیں ہوتے آگے کس طرح چلوں"۔

ایک دفعہ یونہی مذاقاً جانے مجھے کیا خیال آیا میں نے پوچھا کہ آپ نے کبھی موٹر چلانی سیکھی؟ کہنے لگے ہاں ایک دفعہ کوشش کی تھی مگر اس خیال سے ارادہ ترک کر دیا کہ ٹکر نہ مار دوں۔ ہاتھ پہیئے پر تھے اور دماغ قرآن مجید کی کسی آیت کی تفسیر میں الجھا ہوا تھا موٹر کیسے چلاتا۔

اکثر ایسا ہوتا کہ قرآن مجید پڑھتے پڑھتے کہنا اچھا بتاؤ اس آیت کا کیا مطلب ہے؟ میں نے جو سمجھ آئی کہہ دینا یا کہہ دینا پتہ نہیں آپ بتائیں تو پھر کہنا کہ یہ نیا نکتہ سوجھا ہے اور اس آیت کے یہ نئے مطالب ذہن میں آئے ہیں۔

جب حضور نے تفسیر کبیر کی سورۃ یونس سے سورہ کہف تک والی تفسیر لکھی اور وہ پہلی جلد شائع ہوئی تو فرمانے لگے کہ اسے پڑھو میں تمہارا امتحان لوں گا میں نے کہا اچھا لیکن یہ اتنی موٹی کتاب ہے اگلے سال امتحان لیں اتنا وقت تو یاد کرنے کے لئے چاہیئے کہنے لگے نہیں صرف ایک ماہ۔ اگر زیادہ مہلت دی تو تم کبھی بھی نہیں پڑھو گی یہ خیال ہو گا کہ چلو بڑا وقت پڑا ہے پڑھ لوں گی۔ پڑھنے کا یہ مطلب نہیں کہ زبانی یاد کرو۔ بلکہ شروع سے آخر تک بس پڑھ جاؤ۔ خود ہی ذہن نشین ہو جائے گا۔ جب میں نے بہت اصرار کیا تو کہنے لگے اچھا ڈھائی مہینے۔ بحمد اللہ تعالےٰ کا فضل ہوا ڈھائی ماہ میں میں نے اسے ختم کر لیا اور آپ نے زبانی دو تین سوال پوچھ کر میرا امتحان لیا اور اللہ تعالےٰ نے عزت بھی رکھ لی کہ جواب آ گئے۔

عورتوں میں جب ہفتہ وار درس دیا کرتے تھے اس میں ایک یا دو دفعہ مجھے یاد ہے عورتوں کا امتحان بھی لیا تھا کثرت سے عورتوں نے امتحان دیا تھا اور پرچے دیکھ کر آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا تھا ایک دفعہ سورۃ مزمل کا اور ایک دفعہ سورہ سبا کا۔ سورہ سبا کی اس آیت ولا تنفع الشفاعۃ عندہ الا لمن اذن لہ پر کئی دن درس جاری رہا تھا شفاعت کا مسئلہ بہت تشریح سے بیان فرمایا تھا اور بعد میں اس حصہ کا امتحان لیا تھا جس میں صاحبزادی امۃ القیوم اول آئی تھیں۔

یہ حقیقت ہے کہ جماعت کے افراد آپ کو اپنی بیویوں اپنے بچوں اور اپنے عزیزوں سے بہت زیادہ پیارے تھے ان کی خوشی سے آپ کو خوشی ہوتی تھی اور ان کے دکھ سے میں نے بارہا آپ کو کرب میں مبتلا ہوتے دیکھا ہے۔

درس کے سلسلے میں ایک واقعہ

"درس کے سلسلہ میں ایک اور واقعہ یاد آیا قرآن مجید کے درس کے ساتھ آپ نے کچھ عرصہ بخاری شریف کا درس بھی عورتوں میں دیا تھا۔ تو وہ زیادہ لمبا عرصہ جاری نہ رہ سکا شاید ایک یا دو پاروں کا درس ہوا تھا ایک دن آپ نے درس دیتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری حج کا واقعہ بیان فرمایا اور جب یہ الفاظ بیان فرمائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح یہ مہینہ مقدس ہے جس طرح یہ علاقہ مقدس ہے جس طرح یہ دن مقدس ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی جان اور اس کے مال اور عزت کو مقدس قرار دیا ہے اور کسی کی جان اور کسی کے مال پر حملہ کرنا ایسا ہی ناجائز ہے جیسے کہ اس مہینے اس علاقہ اور اس دن کی ہتک کرنا یہ حکم آج کے لئے نہیں کل کے لئے نہیں بلکہ اس دن تک کے لئے ہے کہ تم خدا سے جا کر ملو پھر فرمایا یہ باتیں جو میں تم سے آج کہتا ہوں ان کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دو کیونکہ ممکن ہے کہ جو لوگ آج مجھ سے سن رہے ہیں ان کی نسبت وہ لوگ ان پر زیادہ عمل کریں جو مجھ سے نہیں سن رہے۔

یہ حدیث بیان فرما کر آپ نے عورتوں سے کہا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث تمہیں سنا کر اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوتا ہوں اور تم میں سے ہر عورت جو میرا درس سن رہی ہے وہ کم از کم ایک ایسی عورت کو جس نے آج درس نہیں سنا اس کے گھر جا کر یہ حدیث سنائے اور اس پر عمل کرنے کی تاکید کرے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے عورتوں میں بڑا جوش پیدا ہوا اور قادیان میں گھر گھر عورتیں پھر کر جو عورتیں درس میں نہیں آسکی تھیں ان کو یہ حدیث سناتی پھرتی تھیں اور ہر عورت کوشش کرتی تھی کہ اس ثواب سے محروم نہ رہ جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت ام المومنین رضی سے بے حد محبت تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذکر پر بھی اکثر آنکھیں بھیگ جاتی تھیں۔ آپ کی یاد میں آپ کے مندرجہ ذیل اشعار آپ کے دل کی ترجمانی کرتے ہیں:

اے مسیحا تیرے سودائی جو ہیں ہوش میں مبتلا کہ ان کو لائے کون
تو تو واں جنت میں خوش اور شاد ہے ان غریبوں کی خبر کو آئے کون
اے مسیحا ہم سے گو تو چھٹ گیا دل سے پر الفت تری چھڑوائے کون
جانتا ہوں صبر کرنا ہے ثواب! اس دل ناداں کو بہلائے کون

آپ خود حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نظیر تھے اور اپنی ساری زندگی آپ نے اس مشن کو پورا کرتے میں خرچ کی جس کی داغ بیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ڈالی تھی۔ آپ نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے" کے موضوع پر ۱۹۲۰ء میں ایک تقریر فرمائی تھی جس میں آپ کے کارناموں کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں

"میں نے آپ کے کاموں کی تعداد ۵ اتباتی ہے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ آپ کا کام یہیں ختم ہو گیا ہے آپ کا کام اس سے بہت وسیع ہے اور جو کچھ کہا گیا ہے یہ اصولی ہے اور اس میں بھی انتخاب سے کام لیا گیا ہے اگر آپ کے سب کاموں کو تفصیل سے لکھا جائے تو ہزاروں کی تعداد سے بھی بڑھ جائیں گے اور میرے خیال میں اگر کوئی شخص انہیں کتاب کی صورت میں جمع کر دے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ منشا پورا ہو سکتا ہے جو آپ نے براہین احمدیہ میں ظاہر فرمایا ہے اور وہ یہ کہ اس کتاب میں اسلام کی تین سو خوبیاں بیان کی جائیں گی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ وعدہ اپنی مختلف کتابوں کے ذریعہ پورا کر دیا۔ آپ نے اپنی کتابوں میں تین سو سے بھی زائد خوبیاں بیان فرما دی اور میں یہ ثابت کرنے کے لئے تیار ہوں"

خود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی نے بھی اس خواہش کے مدنظر ۱۹۲۸ء سے ۱۹۳۶ء تک یہ تقریریں اسی سلسلہ میں کیں جو فضائل القرآن کے نام سے شائع ہو چکی ہیں ان تقاریر سے بھی حضور کا منشا تھا کہ قرآن کریم کی فضیلت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو تین سو دلائل دینے کا براہین احمدیہ میں وعدہ فرمایا تھا اسے ظاہری طور پر پورا فرما دیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت یہ تقاریر نا تمام رہیں اور بعض اور قرآنی مضامین کے متعلق حضور تقاریر فرماتے رہے۔

حضرت اماں جان کی عزت و احترام

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی عزت اور احترام کا مشاہدہ تو اپنی آنکھوں سے کیا ہے۔ ایک دفعہ ایک عورت نے آپ سے شکایت کی کہ میرا بیٹا میرا خیال نہیں رکھتا آپ سمجھائیں۔ آپ بے اختیار رو پڑے اور کہنے لگے مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کوئی بیٹا ماں سے برا سلوک کر ہی کیسے سکتا ہے۔ حضرت ام المومنین رضی کا خود باوجود عدیم الفرصتی کے بہت خیال رکھتے تھے اور اپنی بیویوں سے بھی یہی امید رکھتے تھے کہ وہ حضرت اماں جان کا خیال رکھیں۔ کبھی فراغت ہوئی تو حضرت اماں جان کے پاس بیٹھ جاتے۔ آپ کو کوئی واقعہ یا کہانی سناتے۔ سفروں میں اکثر اپنے ساتھ رکھتے۔ جس موٹر میں خود بیٹھتے اس میں حضرت اماں جان کو اپنے ساتھ بٹھاتے۔ کہیں باہر سے آنا تو سب سے پہلے حضرت اماں جان سے ملتے اور آپ کی خدمت میں تحفہ پیش کرتے۔ اپنے بہن بھائیوں سے بھی بہت پیار تھا۔ ہجرت کے وقت حضور رضی پاکستان تشریف لا چکے تھے اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی ابھی قادیان میں ہی تھے حالات خراب ہو رہے تھے آپ کو ان کے متعلق بہت تشویش تھی ٹہل ٹہل کر دعائیں کرتے رہتے تھے جس دن حضرت مرزا بشیر احمد صاحب لاہور پہنچے اور گھر میں داخل ہوئے آپ پہلے تو فوراً سجدہ میں گر پڑے اور پھر حضرت میاں صاحب کا ہاتھ پکڑا اور سیدھے حضرت اماں جان کے کمرہ میں تشریف لے گئے اور فرمانے لگے لیں اماں جان! آپ کا بیٹا آ گیا۔ گویا بڑے بھائی ہونے کے لحاظ سے جو ان پر فرض عائد ہوتا تھا اس سے سبکدوش ہو گئے۔

بھائیوں اور بہنوں سے محبت

حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی کی وفات ۲۶ دسمبر ۱۹۶۱ء کو ہوئی تھی ٹھیک ایک سال قبل ۲۶ دسمبر ۱۹۶۰ء کو آپ گھبرا کر اٹھے اور مجھے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میاں شریف احمد صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ خدا کے فضل سے بالکل ٹھیک ہیں کہنے لگے انہیں ابھی فون کر کے داؤد سے کہو کہ خود ان کے پاس جا کر ان کو دیکھ کر آئے۔ داؤد نے جب بتایا کہ خیریت سے ہیں تو کچھ تسلی ہوئی لیکن اس خواب کے اثر سے قریباً ساری رات جاگتے رہے اور دعا کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت دیکھیں کہ اس نے اس وقت دعاؤں سے اپنی تقدیر ٹلا دی اور ٹھیک ایک سال کے بعد اسی تاریخ کو حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی وفات ہوئی

دونوں بہنیں بھی بہت پیاری تھیں لیکن حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ سے بہت زیادہ محبت اور بے تکلفی تھی۔ سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ سے بیٹیوں کی طرح مشفقانہ سلوک تھا۔ لیکن ان کی بھی ذرا سی تکلیف کا علم ہوتا تھا تو بے قرار ہو جاتے تھے۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ آتیں تو اکثر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے پرانے اور اپنے بچپن کے واقعات دہراتے کبھی خود سناتے کبھی ان سے سنتے۔ جب کوئی نئی نظم کہتے تو فرماتے مبارکہ کو بلاؤ ان کو بھی سناؤں۔

انتہائی شفیق باپ

بچوں کے لئے انتہائی شفیق باپ تھے تربیت کی خاطر لڑکوں پر وقتاً فوقتاً سختی بھی کی لیکن ان کی عزت نفس کا خیال رکھا۔ مجھے یاد ہے کہ قادیان میں مجھے ان کی زور سے ڈانٹنے کی آواز آئی میں اندر کمرہ میں تھی ایکدم اس خیال سے باہر نکلی کہ دیکھوں کیا بات ہے کسے ڈانٹ رہے ہیں حضور کسی بچہ کو پڑھائی ٹھیک نہ کرنے پر ناراض ہو رہے تھے میں اسی وقت واپس چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد جب اندر کمرہ میں آئے تو کہنے لگے میں جب اپنے بچہ کو ڈانٹ رہا تھا تو تمہیں وہاں آنا نہیں چاہیئے تھا۔ اس سے وہ شرمندہ ہو گا کہ مجھے تمہارے سامنے ڈانٹ پڑی بیٹیوں سے بہت زیادہ محبت کا اظہار کرتے تھے۔ لیکن جہاں دین کا معاملہ آ جائے آنکھوں میں خون اتر آتا تھا۔ نماز کی سستی بالکل برداشت نہ تھی۔ اگر ڈانٹا ہے تو نماز وقت پر نہ پڑھنے پر۔ بچوں کے دلوں میں شروع دن سے یہی ڈالا کہ سب دین کے لئے وقف ہیں۔ ان کو دینی تعلیم دلوائی۔ جب ۱۹۱۸ء میں شدید انفلوئنزا کا حملہ ہو کر بیمار ہوتے تھے اور اپنی وصیت شائع کروائی تھی اس میں بھی یہ وصیت فرمائی تھی کہ "بچوں کو دینی اور دنیاوی تعلیم ایسے رنگ میں دلائی جائے کہ وہ آزاد پیشہ ہو کر خدمت دین کر سکیں جہاں تک ہو سکے لڑکوں کو حفظ قرآن کرایا جائے"۔ مئی ۱۹۵۹ء میں جب بیماری کا دورہ حملہ ہوا اس وقت بھی ایک وصیت کی تھی اس میں بھی یہی تاکید تھی "کہ وہ ہمیشہ اپنی کوششوں کو خدا اور اس کے رسول کے لئے خرچ کرتے رہیں خدا کرے قیامت تک وہ اس نصیحت پر عمل کریں اور اللہ تعالیٰ اس دنیا میں ان کو قیامت تک اسلام کا سچا خادم بنائے اور اسلام کے ہر دشمن کے لئے حق کا ایک زبردست نیزہ ثابت ہوں اور انکی آنکھوں میں کوئی شخص اسلام کو نیچی نظر سے نہ دیکھ سکے"

حضورؓ کا ایک عہد

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۹۳۹ء میں ایک عہد بھی کیا تھا جو حضورؓ کی ایک نوٹ بک میں جو حضور عموماً اپنے کوٹ کی اندر کی جیب میں یادداشت وغیرہ لکھنے کیلئے رکھا کرتے تھے آپ کے قلم سے درج ہے اور وہ یہ ہے :-

"آج چودہ تاریخ (مئی ۳۹ء) کو مَیں مرزا بشیر الدین محمود احمد اللہ تعالیٰ کی قسم اس پر کھاتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل سیّدہ سے جو بھی اپنی زندگی سلسلہ کی خدمت میں خرچ نہیں کر رہا مَیں اس کے گھر کا کھانا نہیں کھاؤں گا اور اگر مجبوری یا مصلحت کی وجہ سے مجھے ایسا کرنا پڑے تو مَیں ایک روزہ بطور کفارہ رکھوں گا یا پانچ روپے بطور صدقہ ادا کروں گا یہ عہد سرِ دست ایک سال کے لئے ہوگا۔"

مرزا محمود احمد

اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس شدید خواہش کے مطابق آپ کی اولاد کو توفیق عطا فرمائی کہ انہوں نے بچپن سے ہی اپنی زندگیاں وقف کیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان میں سے قریباً سب ہی دین اور سلسلہ کی خدمت کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو مزید قربانیوں اور خدمتوں اور علمِ دین سکھانے کا موقع عطا فرمائے اور ان کی قربانیوں کے نتیجہ میں اُن کے مقدس والد کی روح کو خوشی پہنچتی رہی۔ آمین اللّٰھم آمین۔

ایتاءِ ذی القربیٰ جس پر بڑا زور قرآن مجید میں دیا گیا اور کان خلقہ القرآن کے تحت جس کا عملی نمونہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود سے ظاہر ہوا تھا اس پر جو عمل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے کیا وہ عدیم المثال ہے مَیں نے کئی بار آپ کے منہ سے یہ بات سُنی آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ لوگ رشتہ داروں کی مدد بطور احسان کے کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ذی القربیٰ کی مدد انسان پر فرض رکھی ہے۔ تمہارے مالوں میں ان کا حق ہے۔ ان کا حق ان کو دو۔ اپنے عزیز۔ بیویوں کے عزیز۔ عزیزوں کے عزیز۔ کوئی بھی ایسا نہیں نکلے گا کہ کسی کو کوئی ضرورت پیش آئی ہو اور آپؓ نے اس کی طرف دستِ مروّت نہ بڑھایا ہو۔ اس کو کہنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی خود ہی خیال رکھا۔

افرادِ جماعت سے غیر معمولی محبت

جماعت کے افراد کا تو کہنا ہی کیا۔ یہ حقیقت ہے کہ جماعت کے افراد آپ کو اپنی بیویوں۔ اپنے بچّوں اور اپنے عزیزوں سے بہت زیادہ پیارے تھے ان کی خوشی سے آپ کو خوشی پہنچتی تھی اور ان کے دُکھ سے مَیں نے بارہا آپؓ کو کرب میں مبتلا ہوتے دیکھا۔ جب آپؓ خلیفہ ہوئے تو اسی سال جلسہ سالانہ پر تقریر کرتے ہوئے آپؓ نے فرمایا تھا :-

"مگر خدارا غور کرو۔ کیا تمہاری آزادی میں پہلے کی نسبت کچھ فرق پڑ گیا ہے۔ کیا کوئی تم سے غلامی کرواتا ہے یا تم پر حکومت کرتا ہے یا تم سے ماتحتوں غلاموں اور قیدیوں کی طرح سلوک کرتا ہے۔ کیا تم میں اور ان میں جنہوں نے خلافت سے روگردانی کی ہے کوئی فرق ہے۔ کوئی بھی فرق نہیں لیکن نہیں ایک بہت بڑا فرق بھی ہے اور وہ یہ کہ

تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا تمہاری محبت رکھنے والا تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا۔ تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا۔ تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے مگر ان کے لئے نہیں۔ تمہارا اسے فکر ہے درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولا کے حضور تڑپتا رہتا ہے لیکن ان کے لئے ایسا کوئی نہیں ہے کسی کا اگر ایک بیمار ہو تو اس کو چین نہیں آتا لیکن کیا تم ایسے انسان کی حالت کا اندازہ کر سکتے ہو جس کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بیمار ہوں۔"

لیکن جہاں جماعت سے بے حد محبت تھی اور جو ان سے محبت رکھتے تھے ان کی قدر فرماتے تھے وہاں معمولی سی بات بھی جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف ہو یا نظامِ سلسلہ کے خلاف ہو یا خلافت پر زد پڑتی ہو برداشت نہ کر سکتے تھے۔ عورتوں میں جہالت سے پیروں کو احتراماً ہاتھ لگانے کی عادت ہوتی ہے کئی دفعہ گاؤں کی عورتیں ملاقات کے لئے آتیں تو پاؤں کو ہاتھ لگانے کی کوشش کرتیں۔ آپ کا چہرہ سرخ ہو جاتا اور سختی سے منع فرماتے کہ یہ شرک ہے۔ مصلح موعود کے متعلق پیشگوئی تھی کہ دل کا حلیم ہوگا۔ کارکنوں کو صحیح رنگ میں

کام کرنے پر اکثر ناراض بھی ہوئے سزا بھی دی مگر مجھے معلوم تھا کہ ناراض ہوکر خود افسردہ ہو جاتے تھے۔ مجبوری کی وجہ سے سزا دیتے کہ ان کو صحیح طریق پر اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی عادت پڑے کئی دفعہ ایسا ہوا کہ کوئی کام وقت پر ختم نہ ہونے پر دفتر کے بعض کارکنوں کو ہدایت دی کہ جب تک کام ختم نہ ہو گھر نہیں جانا اور پھر اندر آکر کہا کہ فلاں کے لئے کچھ کھانے کو بھجوا دو وہ گھر نہیں گیا بیچارہ دفتر میں کام کر رہا ہے۔

جس دن ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم کی وفات ہوئی اتفاق سے میرے گھر کوئی لجنہ کی تقریب تھی۔ بہت سی بہنیں آئی ہوئی تھیں چائے وغیرہ کا انتظام تھا۔ چائے پی رہے تھے کہ اچانک تار کے ذریعہ خادم صاحب کی وفات کی اطلاع ملی۔ اوپر سے مجھے آواز دی اور بلوایا اور کہنے لگے کہ خادم صاحب کی وفات ہوگئی ہے سلسلہ کا ایک دیرینہ خادم کا جنازہ آ رہا ہے اور تم سب نیچے چائے پی رہے ہو سب کو رخصت کر دو۔ ساتھ ہی انتہائی غم کا اظہار کیا۔ میں نے نیچے آکر آئی ہوئی بہنوں سے ذکر کیا تو سب خاموشی سے چلی گئیں۔ اسیطرح جب ڈاکٹر غفور الحق صاحب کی وفات کی اطلاع کوئٹہ سے ملی کہ جنازہ لایا جا رہا ہے اس دن صاحبزادی عبدالباسط کے ہاں شاید بچی کا عقیقہ تھا۔ ہم نے اس کے گھر جانا تھا حضور نے روک دیا کہ نہیں جانا وہ لوگ جنازہ لے کر آ رہے ہیں تم لوگ کیسے جا سکتے ہو! قادیان کا ذکر ہے میری شادی کے شاید ایک سال بعد کا حضور نماز پڑھ کر مسجد مبارک سے آ رہے تھے حضرت اماں جان کے صحن میں کسی گاؤں کی ایک بوڑھی عورت آپ کے انتظار میں کھڑی تھی۔ آپ آئے تو اس نے بات شروع کر دی جیسا کہ گاؤں کی عورتوں کا قاعدہ ہے کہ لمبی بات کرتی ہیں۔ اس نے خاصی لمبی داستان سنانی شروع کر دی۔ حضور کھڑے ہوئے توجہ سے سنتے رہے میری طبیعت خراب تھی میں کھڑی نہ رہ سکی پاس تخت پر بیٹھ گئی جب وہ عورت بات ختم کرکے چلی گئی۔ تو آپ نے فرمایا تم کیوں بیٹھ گئی تھیں یہ وہ لوگ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی ماننے والوں اور قربانی کرنے والوں میں سے ہیں میں تو اس کے احترام کے طور پر کھڑا ہو گیا اور تم بیٹھ گئیں میں نے بتایا کہ میری طبیعت بہت خراب تھی آپ نے فرمایا طبیعت خراب تھی تو تم چلی جاتیں۔ اس واقعہ سے بھی آپ کو جو جماعت کے لوگوں سے محبت تھی اس پر روشنی پڑتی ہے اور یہ بھی کہ آپ اصلاح اور تربیت کے کسی موقعہ کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ اپنی زیادہ بیماری کے ایام میں بھی کسی کی تکلیف کا معلوم ہو جاتا تو بہت کرب محسوس فرماتے تھے

اے جانے والی محبوب اور مقدس روح تجھ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہزاروں سلامتیاں ہوں تو نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد مبارک پر خدا تعالیٰ سے جو عہد باندھا تھا اس کو خوب نبھایا۔ تو نے خدا تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے کی خاطر نہ اپنی جان کی پرواہ کی نہ مال کی نہ عزت کی نہ اولاد کی۔ خدا کی خاطر تیرا خون بھی بہایا گیا۔ تو من اسلم وجھہ للہ وھو محسنٌ ..... کا زندہ نمونہ تھا تو نے زندہ خدا ہمیں دکھا دیا۔ تو اللہ تعالیٰ کی قدرت، رحمت اور قربت کا نشان تھا۔ تیرے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی قدرت جلوہ نما ہوئی اور دنیا نے رحمت اور قربت سے حصہ پایا تو نے قبروں میں دبے ہوؤں کو نکال کر ان کو روحانی موت سے نجات دی۔ تیرے آنے کے ساتھ حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آیا اور باطل اپنی نحوستوں کے ساتھ بھاگ گیا۔ تو نے اسلام کی عزت قائم کی۔ تیری ایڑیوں نے شیطان کا سر کچلا۔ تُو کامیاب و کامران اپنے خدا کے سایہ میں زندگی گزار کر اپنے محبوب حقیقی کی خدمت میں حاضر ہو گیا لیکن ہمیں سوگوار بنا کر تیرے ہی الفاظ میں ہم تجھ سے کہتے ہیں

جانتا ہوں صبر کرنا ہے ثواب
اس دلِ نادان کو سمجھائے کون

(نامکمل)

درخواستِ دعا

میرے خسر محترم خدا بخش صاحب المعروف مومن جی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہیں گذشتہ ہفتہ عشرہ سے بعارضہ بخار و کھانسی بیمار ہیں۔ دو تین دن سے طبیعت زیادہ ناساز ہوگئی ہے۔ کچھ بندش پیشاب کی تکلیف بھی ہے۔ پیشاب رک رک کر آتا ہے ضعف بہت زیادہ ہو گیا ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

(محمد نواز مومن ربوہ)

یوم پاکستان کے موقع پر قوم کے نام صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کا پیغام

پاکستانی عوام نے اپنے خون سے ثابت کر دکھایا ہے کہ پاکستان قائم رہنے کے لئے معرض وجود میں آیا ہے

ہمارے عوام نے حالیہ جنگ میں جس اتحاد اور عزم و یقین کا مظاہرہ کیا ہے وہ ہمیشہ مشعلِ راہ کا کام دیتا رہیگا

صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے مورخہ ۲۳ مارچ کو یوم پاکستان کے موقع پر اپنے پیغام میں کہا ہے کہ گزشتہ ستمبر کی جنگ میں پاکستانی عوام نے اتحاد، یقین اور عزم کے جن اوصاف کا مظاہرہ کیا وہ موجودہ اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے قومی کردار کے حق میں مشعل راہ کا کام دیتے رہیں گے۔ صدر نے اپنے پیغام میں کہا:۔

"قائد اعظم نے ۱۹۴۷ء میں اعلان فرمایا تھا کہ ——— پاکستان قائم رہنے کے لئے معرض وجود میں آیا ہے۔ پاکستانی عوام نے اپنے خون سے اس اعلان کی صداقت کو ثابت کر دکھایا ہے۔

"گزشتہ سال کے دوران ہماری سالمیت اور خود مختاری کو ایک زبردست چیلنج سے دوچار ہونا پڑا۔ پوری قوم نے اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے نہایت شاندار طریق پر لبیک کہا۔ بغیر کسی وجہ اشتعال کے ہم پر جنگ مسلط کر دی گئی اور ہمیں اس میں کودنا پڑا۔ خدا کے فضل سے ہم ایک پختہ کار اور متحد قوم کی حیثیت سے ابھرے اور ہم نے ثابت کر دکھایا کہ ہم اپنے مخصوص نظریہ حیات پر پختہ ایمان رکھتے ہیں۔ اور اپنے وطن کی حفاظت اور اس کے دفاع کے لئے ہر قربانی کرنے پر آمادہ ہیں۔

"پاکستان کی مسلح افواج نے اپنی بہادری، شجاعت اور اہلیت کا نہایت شاندار مظاہرہ کیا۔ سالہا سال کی تیاری اور تربیت کی بدولت وہ اہلیت اور مہارت سے پوری طرح متصف تھیں چنانچہ انہوں نے ملک پر کئے گئے جارحانہ حملہ کو بڑی خوبی سے پسپا کر دکھایا۔

"پاکستانی عوام نے حالیہ جنگ میں اتحاد اور عزم و یقین کے جن اوصاف کا مظاہرہ کیا وہ قومی کردار کے حق میں موجودہ اور آنے والی نسلوں کے لئے ہمیشہ مشعلِ راہ کا کام دیتے رہیں گے"

مکرم میاں غلام محمد صاحب اختر کی علالت

ربوہ ۲۴ مارچ۔ مکرم میاں غلام محمد صاحب اختر ناظر دیوان صدر انجمن احمدیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور احباب جماعت کی دعاؤں کے طفیل میری حالت اب بفضل اللہ تعالیٰ پہلے سے بہتر ہے۔ کچھ دن بڑی گھبراہٹ اور بے چینی رہی نہ رات نیند آتی تھی اور نہ دن۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ خاص توجہ اور التزام سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین"

ضروری اعلان

"کل مورخہ ۲۶ مارچ کو الفضل کا "فضل عمر نمبر" شائع کیا جا رہا ہے یہ نمبر باتصویر ہے اور ۶۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ ہے قارئین کرام و ایجنٹ حضرات مطلع

ربوہ میں یوم پاکستان کی تقریب اہتمام سے منائی گئی

مساجد میں پاکستان کی سالمیت اور استحکام کے لئے دعائیں

مستحقین میں کھانے کی تقسیم۔ اہم عمارتوں پر چراغاں

ربوہ ——— مورخہ ۲۳ مارچ کو ربوہ میں بھی یوم پاکستان کی تقریب اہتمام سے منائی گئی۔ تقریبات کا آغاز علی الصبح نماز فجر کے دوران مساجد میں پاکستان کی سالمیت اور استحکام کے لئے خصوصی دعاؤں سے ہوا۔ دن طلوع ہونے پر ٹاؤن کمیٹی اور متعدد دیگر اہم عمارتوں پر ہلالی پرچم پاکستان لہرایا گیا۔ نیز ٹاؤن کمیٹی کی طرف سے کھانے کی متعدد دیگیں پکوا کر مستحقین میں تقسیم کی گئیں۔ "یوم پاکستان" کی پر مسرت تقریب کے موقع پر صدر انجمن احمدیہ، تحریک جدید اور وقف جدید کے دفاتر نیز جملہ تعلیمی اداروں میں عام تعطیل رہی۔ قبل دوپہر اور شام کو نوجوانوں نے متعدد گیموں کے باہم نمائشی میچ کھیلے۔ رات کو مسجد مبارک، دفاتر صدر انجمن احمدیہ، دفاتر تحریک جدید، ہال لجنہ اماء اللہ مرکزیہ اور متعدد دیگر اہم عمارتوں پر بجلی کے قمقموں سے چراغاں کیا گیا۔

ربوہ میں ٹاؤن کمیٹی کی طرف سے صفائی کی قومی مہم کا آغاز

ربوہ ۲۴ مارچ۔ کل مورخہ ۲۳ مارچ سے ربوہ میں بھی ٹاؤن کمیٹی کی طرف سے صفائی کی قومی مہم کا آغاز کیا گیا ہے۔ چنانچہ کمیٹی کی طرف سے وسیع پیمانے پر مکھیاں مارنے کی دوائی تقسیم کی گئی ہے اور علی الخصوص ہوٹلوں، دیگر دکانداروں اور شہریوں سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ مکھیاں ختم کرنے اور صفائی کا خصوصی انتظام کرنے میں ٹاؤن کمیٹی کا ہاتھ بٹائیں۔ گلیوں میں بھی صفائی کا خاص انتظام کیا جا رہا ہے۔ صفائی کی مہم کو کامیاب بنانے میں کمیٹی نے مقامی تنظیموں سے بھی رابطہ قائم کیا ہے۔

واقفین زندگی طلباء کے لئے ضروری اعلان

تمام ایسے واقفین زندگی جو میٹرک، ایف اے، بی اے، یا ایم اے کے امتحانات اس سال دے رہے ہیں۔ یا جو یہ امتحانات پاس کر چکے ہیں اور ان کا ابھی تک انتخاب نہیں ہوا فوری طور پر اپنے موجودہ پتہ سے وکالت دیوان تحریک جدید۔ ربوہ کو اطلاع دیں۔

(وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ)

درخواستِ دعا

عاجز کے والد چوہدری محمد اسلم صاحب کافی عرصہ سے دل کی تکلیف اور اعصابی کمزوری کے باعث بیمار ہیں۔ کچھ دنوں سے ضعف کی شکایت زیادہ ہو گئی ہے۔ آج کل فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔

(این۔ اے عابد۔ دارالرحمت وسطی ربوہ)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۲۲/۳/۶۶ خاکسار کو دختر عطا فرمائی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو صحت و عافیت کے ساتھ عمرِ دراز عطا فرمائے اور بلند اقبال بنائے

خاکسار احمد حسین
ہیڈ کاتب روزنامہ الفضل ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴